بسم اللہ الرحمن الرحیم

In The Name of Allah, The most Gracious The most Merciful

دفاع حدیث کورس (ایک سالہ)

جمع وترتیب
محمد حسین میمن (خادم حدیث)
صدر :تحفظ حدیث فاؤنڈیشن ،

ادارہ : تحفظ حدیث فاؤنڈیشن ،پاکستان
دین اسلام کا ترجمان

Email:thf@wkrf.net
www.wkrf.net
Head office 021-4242140

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

عام طور پر لوگ فتنہ انکار حدیث کا اصل موجد یا گروہ صرف پرویز یا چکڑالوی کو سمجھتے ہیں لیکن یہ بات حقیقت کے خلاف ہے ۔اس میدان کے شہسوار اور بھی ہیں جن کی ایک لمبی چوڑی فہرست ہے۔ اور اس فہرست میں بڑے بڑے نامور علماء ، دانشور ،محقق، مفکر ،بیدار مغذ اور مزاج شناسان رسول بھی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں ۔عصر حاضر کے نئے منکرین حدیث جو کہ دور جدید کے پیداوار ان کو آپ گلابی منکرین حدیث کا نام دے سکتے ہیں ۔

بہر حال جو تخم منکرین حدیث نے بویا تھا اس کی آبیاری اور حفاظت اب وہ لوگ کررہے ہیں جو اسلام کے دوسرے بڑے مأخذ یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبانی ،تحریری طور پر تسلیم کرتے ہیں اور اپنی اپنی تقاریر میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعوی تکرار

کے ساتھ دہراتے ہیں ۔ لیکن اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو سچائی بالکل برعکس ہے کیونکہ ان کے دل کی کیفیت ان کے قول وفعل کے خلاف نظر آتی ہے ۔

یہ لوگ بھری مجلسوں میں احادیث کے مجموعے بڑے ذوق اور اعتماد کے ساتھ قبول کرتے ہیںاور ایسے ایسے فقرے ادا کرتے ہیں کہ سننے والا بلاتاخیر کہہ اٹھتا ہے کہ ان صاحب سے بڑا کوئی محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ۔

لیکن جب اس کالے سمندر کے اندر اترا جاتا ہے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ منکرین حدیث کی رہی سہی کسر بھی یہ نام نہاد مفکر پوری کررہے ہیں ایک جگہ پر بڑے دعوے سے کہا جاتا ہے کہ صحیح بخاری ومسلم کی احادیث اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہیں پھر انہی میں سے ان احادیث کو نکال دیا جاتا ہے جو ان کے عقائد اور مسالک کے خلاف نظر آتی ہیں ۔

بظاہر یہ گروہ منکرین حدیث نظر نہیں آتے لیکن یہ لوگ اسی اندھیر نگری کے سوار ہیں جس ڈگر پر منکرین حدیث گزر چکے ہیں موجودہ دور میں بڑی ہوشیار ی اور چالاکی سے حدیث کے انکار کا چور دروازہ کھولا گیا ہے یہ گلابی تحریکیں روح رواں پر محققین کس طرح اس منصوبہ پر کام کررہے ہیں ذراغور کریں ۔

1)موسیقی کو حلال سمجھنا ،

2)کبھی رجم والی احادیث کا انکار کرنا ،

3)کبھی نزول عیسٰی والی احادیث کا انکار کرنا،

4)کبھی ''سبعہ احرف'' والی حدیث کا انکار کرنا،

5)کبھی خروج دجال پر طعن کرنا،

6)کبھی محدث امت ابو ہریرہ کو غیر فقیہ کہنا،

7)کبھی شادی کے وقت امی عائشہ کی عمر والی احادیث میں تحریف کا دعوی کرنا،

8)کبھی ارضی قبر والی احادیث کاانکارکرنا ،

9)کبھی سنت ، اور حدیث میں فرق کرنا،

10)کبھی سورة احزاب کے قصہ زید اور زینب والی احادیث کاانکار کرنا،

11)جو احادیث کسی سبب کے تحت وارد ہوئی ہیں انہیں بغیر اسباب کے بیان کرکے اعتراض کرنا ۔

الغرض احادیث صحیحہ کے انکار کی ایک طویل فہرست ہے جن پر چور دروازے سے نقب لگانے کی مکمل کوشش کی جارہی ہے کبھی محدثین کے ہی اصولوں کو محدثین کے خلاف

استعمال کرکے انہی کی تحقیق کو غیر معتبر قرار دیا جاتا ہے ۔
انااللہ وانا الیہ راجعون

اور یہ افسانے گڑھے جارہے ہیں کہ آیا یہ محدثین بھی انسان ہی تھے کوئی فرشتے یا معصوم عن الخطاء تو نہ تھے لہٰذا ان سے بھی خطاء کے امکانات ہیں

پہلے اتنی تعریفیں کی کہ لوگوں کے اعتماد کو بحال کردیا گیا جب لوگ احادیث پر جمع ہوگئے تو یک دم ایک شیطانی ٹھوکر سے لوگوں کے عقائد کا گلا گھوٹ کر ان کے ایمان کو چکنا چور کردیا گیا ۔ اب انہی لوگوں سے ایسے عقل پرستوں نے جنم لیا یا تو انہوں نے احادیث کو سرے سے ہی ماننے سے انکار کیا ، اگر مانتے بھی ہیں تو ان احادیث کو جو انہیں سمجھ میں آئے ۔

جب ایسے لوگ بڑھتے گئے تو گمراہی کا کارواں بھی کالی آندھی کی طرح بڑھتا گیا ، اب یہ حال ہے کہ بڑے بڑے نام نہاد ، نامور محققین اس طرح احادیث کے انکار کا جال بچھادیتے ہیں کہ عام فہم نہ دین کا رہتا ہے نہ ایمان کا ۔ بہت کچھ لکھنے کا ارادہ ہے لیکن جب لکھنے کا سوچتا ہوں تو مجھے خیال آتا ہے کہ یہ کام تو عرصے دراز سے ہوتا چلا آرہا ہے لیکن الحمد للہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے باطل کے منہ کو کالا کیا اور حق کا بول بالا کیا ۔

''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

لہٰذاانہی اسباب کو دیکھتے ہوئے تحفظ حدیث فاؤنڈیشن نے دفاع حدیث کورس کا اہتمام کیا ہے جس کے ذریعے اس قسم کے اعتراضات کے جوابات کی تیاری بھرپور علمی انداز سے کراوئی جائے گی ۔ ان شاء اللہ ۔

محمد حسین میمن (خادم حدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاع اسلام کورس (ایک سالہ)

(1)موجودہ دور میں منکرین حدیث کی تین اقسام ہیں :
١)مکمل طور پر احادیث کا انکار کرنے والے
٢) ان احادیث کا انکار جو بظاہر قرآن مجید سے ٹکراتی ہیں ۔
٣)ان احادیث کا انکار جو (Common sense)یعنی عام عقل کے خلاف ہوں ۔

یہ تینوں اقسام قرآن مجید کی رو سے گمراہ ہیں اور قرآن مجید ان تینوں کا ردکرتا ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید ہر صحیح حدیث پر ایمان لانے کا حکم صادر فرماتا ہے ۔

(2)نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں مجموعی طور پر تین طریقوں سے احادیث کی حفاظت کا دارومدار تھا :
١)حفظ کے ذریعہ (Memorization of knowledge)
٢)احادیث پر فوری طور پر عمل یعنی (Practice)کرکے ۔
٣)احادیث کو قلمبند کرکے یعنی احادیث کو لکھا گیا ۔

اب ہم یہاں تینوں نکتوں پر غور گفتگو کریں گے :

نبی کریم ﷺ کے وقت میں تقریباً چالیس (40)کے قریب صحابہ کرام تھے جو کتابت حدیث میں مصروف تھے ۔ ان علاوہ کئی صحابہ کرام احادیث کو حفظ کرنے پر معمور تھے جن میں سر فہرست سیدنا ابو ہریرہ ہیں ۔ بقول امام ذھبی کے اور دیگر محدثین کے مطابق سیدنا ابو ہریرہ کو (5374)پانچ ہزارتین سو چوہتر احادیث حفظ تھیں ان کے علاوہ کئی اور صحابہ کرام تھے جن کو احادیث حفظ تھیں ۔ حفاظ کرام اور کاتبین وحی کے نام یہ ہیں :
علی بن ابی طالب و عثمان بن عفان ،وابو بکرالصدیق ، وعمر بن خطاب ، و خالد بن سعید بن العاص ، وعامر بن فھیرة، والأرقم بن أبی الأرقم ، وابوسلمة عبداللہ بن عبدلأسد المخزومی،و جعفر بن ابی طالب، وحاطب بن عمرو، والزبیر بن العوام ، وطلحة بن عبیداللہ، وعبداللہ بن ابی بکر ، أبو أیوب الأنصاری، خالد بن زید ، وأبی بن کعب ،وزید بن ثابت ، وعبداللہ بن رواحة ، ومعاذ بن جبل، ومعیقیب بن أبی فاطمة الدوسی ۔

یہ 20حفاظ کرام اور کاتبین وحی کے نام ہیں تقریباً 40کے قریب حفاظ کرام اور کاتبین وحی تھے جن میں سے 20 کا ذکر ہم نے یہاں کیا ہے ۔

اس کے علاوہ احادیث لکھنے کا سلسلہ بھی جاری رہا اور اس کی حفاظت کے لئے ایسے بلند معیار کا انتخاب کیا گیا کہ ضعیف حدیث صحیح حدیث سے الگ ہوگئی ۔ ایک صحیح حدیث تقریبا ساتھ معیارات سے گزرنے کے بعد اس کو صحیح کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔فن اسماء الرجال یہ ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے احادیث کے راویوں کے حالات قلمبند کئے گئے ۔ قرآن مجید کی سینکڑوں آیات اس بات کی شاھد ہیں کہ جس طرح قرآن مجید سے شریعت ثابت ہوتی ہے بعین اسی طرح صحیح احادیث سے بھی شریعت کے احکامات ثابت ہوتے ہیں ۔مثلا:

1)''قُلْ ِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُور رَّحِیْم ۝ (ال عمران 31/3)

2)''یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ أَطِیْعُواْ اللّٰہَ وَأَطِیْعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِیْ الأَمْرِ مِنْکُمْ فَِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ ِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ ذَلِکَ خَیْر وَّأَحْسَنُ تَأْوِیْلاً''(النساء 59/4)

3)''وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُوْلٍ ِلاَّ لِیُطَاعَ بِِذْنِ اللّٰہِ''(النساء 64/4)

4)''فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتَّیَ یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُواْ فِیْ أَنْفُسِہِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُواْ تَسْلِیْماً''(النساء 65/4)

5)''وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَأُوْلٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَائِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِکَ رَفِیْقاً''(النساء 69/4)

6)''وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْہُدَی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہِ مَا تَوَلَّی وَنُصْلِہِ جَہَنَّمَ وَسَائَ تْ مَصِیْراً''(النساء 115/4)

7)''ِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہِ وَیُرِیْدُوْنَ أَنْ یُّفَرِّقُواْ بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہِ وَیْقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَیُرِیْدُوْنَ أَن یَتَّخِذُواْ بَیْنَ ذَلِکَ سَبِیْلاًo أُوْلَئِکَ ہُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقّاً وَأَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ عَذَاباً مُّہِیْناً''(النساء 150,151/4)

8)''وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانتَہُوا ۝(الحشر7/59)

9)''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ أُسْوَۃ حَسَنَۃ ''۔(الاحزاب 21/33)

10)''فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِہِ أَن تُصِیْبَہُمْ فِتْنَۃ أَوْ یُصِیْبَہُمْ عَذَاب أَلِیْم'' ۔ (النور 63/24)

ان تمام آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ثابت ہوتی ہے جو ایک مستقل اور غیر مشروط اطاعت ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی حفاظت کئی طریقوں سے ہوئی خصوصاً علم اسماء الرجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہی شروع ہوگیا تھا چناچہ سیدنا ابو بکر صدیق اور امی عائشہ انساب کے ماہر تھے انساب کی مہارت بھی ایک بڑا فن ہے جس کا تعلق علم اسماء الرجال سے ہی ہے ۔صحابہ کرام میں سیدنا ابو ہریرہ ، عمر فاروق ، عبداللہ بن مسعود ،عبداللہ بن عباس ، عبداللہ بن عمرو ،عبداللہ بن عمر،ابو سعید خدری، جابر بن عبداللہ ، اور انس بن مالک یہ وہ صحابہ ہیں جو صف اول کے رجال الحدیث ہیں ۔

تابعین میں سعید بن جبیر (م ٩٥ھ) ابراہیم نخی (م ٩٥ھ)عامر الشعبی (م١٠٣ھ) امام طاؤس (م ١٠٥ھ) حسن بصری(م١١٠ھ)نے رجال پر کام کیا ۔اسی طرح ایوب سختیانی (م١٣١ھ) عبداللہ بن عون (م١٥١ھ)سلیمان یتمی (م ١٤٣ھ)شعبة بن حجاج (م١٦٠ھ) سفیان الثوری (م١٦١ھ) مالک بن انس (م ١٧٩ھ) اوزاعی (م ١٥٧ھ) عبداللہ بن مبارک (م ١٨١ھ) یحیی بن سعید القطان (م١٤٣ھ) وکیع بن الجراح(م ١٩٧ھ) اور عبدالرحمن بن المھدی (م١٩٨ھ) جیسے اہل علم نے بھی رجال پر کلام کیا ہے ۔

تیسری صدی ہجری میں علی بن مدینی (م ٢٣٤ھ) نے ''کتاب العلل'' ، امام احمد بن حنبل (م٢٤١ھ) کتاب العلل ومعرفة الرجال میں، امام بخاری (م ٢٥٦ھ) نے تاریخ الکبیر ، تاریخ الاوسط میں امام مسلم (م ٢٦١ھ) نے ''مقدمہ صحیح مسلم '' میں امام ترمذی (م٢٧٩ھ) نے ''کتاب العلل '' میں رجال پر کام کیا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں اس فن پر کام کرنے والے درج ذیل حضرات ہیں ۔امام نسائی (م٣٠٣ھ) نے''کتاب الضعفاء والمتروکین '' اور محمد بن احمد بن حما د الدولابی (م٣١٠ھ) نے ''کتاب الاسماء والکنٰی ''تصنیف کی اس کتاب میں راویان حدیث کے ناموں اور کنیتوں کی وضاحت کی گئی ہے ۔ ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی (م٣٦٨ھ) ''کتاب الجرح والتعدیل ' ' کے مصنف ہیں اس جا مقدمہ قابل دید ہے ۔ اس کے علاوہ ''کتاب الکنٰی '' اور'' کتاب المراسیل '' بھی ان کی تصانیف ہیں جو اسی موضوع پر مشتمل ہیں ۔ امام محمد بن

حبان بستی (م۳۵٤ھ) نے ''کتاب الثقات'' اور ''کتا ب المجروحین ''لکھی ہیں ۔ ابو احمد علی بن عدی بن علی قطان (م ۳٦۵ھ) نے فن اسماء الرجال پر ''الکامل فی ضعفاء الرجال '' کے نام سے کتاب لکھی ۔ دارقطنی (م۳۸۵ھ) نے اپنی ''کتاب العلل '' میں رجال پر بہت مفید بحثیں کی ہیں امام دارقطنی نے ''کتاب الضعفاء ''تالیف کی جو شائع ہوچکی ہے ۔ اسی طرح ان کی کتاب ''المؤتلف والمختلف '' بھی طبع ہوچکی ہے ۔

پانچویں صدی ہجری میں ابو یوسف بن عمر بن عبدالبرؒ (م٤٦۳ھ)اور خطیب بغدادی (م٤٦۳ھ) نے بھی اسماء الرجال پر بہت کام کیا ۔

چھٹی صدی ہجری کے مؤلفین رجال میں سے امام بیہقی (م۵۵۸ھ) امام ابن جوزی (م۵۹۷ھ) ہیں ۔ ان کے علاوہ معروف محدث عبدالغنیؒ مقدسی (م٦۰۰ھ) ۔ ''الکمال فی اسماء الرجال'' لکھی ۔

ساتویں صدی ہجری میں امام نووی (٦۷٦ھ) نے اس فن پر گراں قدرکام کیا ہے ان کی کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات '' بہت معروف ہے ۔

آٹھویں صدی ہجری میں حافظ یوسف بن ذکی مزی (م ۷٤۲ھ) حافظ ذہبی (م۷٤۸ھ) نے ''تاریخ الاسلام ''سیر اعلام النبلاء '' تذکرۃ الحفاظ'' اور ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر (م ۷۷٤ھ) نے ''البدایہ والنہایہ'' میں رجال پر کام کیا ۔

نویں صدی ہجری میں حافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ) نے اس فن پر گراں قدرکام کیا ۔ان کی کتب میں الاصابہ فی تمیز الصحابہ '' تہذیب التہذیب ''تقریب التہذیب ''لسان المیزان '' بہت معروف ہیں تقی الدین بن فہد (م۸۷۱ھ) نے بھی اس فن پر کام کیا ۔

دسویں صدی ہجری میں شمس الدین سخاوی (م۹۰۲ھ) اور امام سیوطی (م۹۱۱ھ) نے بھی اس فن پر کام کیا ۔

گیارہویں صدی ہجری میں رجال کے متعلق محمد المحبی نے ''خلاصہ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر '' لکھی ۔

بارہویں صدی ہجری میں اسما ء الرجال کے متعلق ابوالفضل محمد خلیل بن علی المرادی (م۱۲۰٦ھ) نے ''سلک الدرد فی اعیان القرن الثانی عشر ''لکھی۔

الحمد للہ فن رجال پر بے انتہاکام ہوا حتٰی کہ ہزاروں کی تعداد میں اس فن کے ذریعہ رجال کی حالات زندگی کو محفوظ کیا گیا ۔(دیکھئے :علوم الحدیث 196تا 198)

سنت اور حدیث محدثین کے نزدیک مترادف ہیں

حدیث وسنت دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے اس ماخذ کی دین میں کیا اہمیت ہے؟ اس کا اندازہ قرآن مجید کی آیات سے لگایا جاسکتا ہے جو کہ پیچھے ابواب میں ذکر کی گئی ہیں ۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث اور سنت یہ بھی وحی ہے اور وحی کی اتباع تمام مسلمانوںپر فرض ہے ۔ محدثین کے نزدیک سنت اور حدیث میں کوئی فرق نہیں :

1) امام جدجانی فرماتے ہیں "السنة : تطلق علی قول الرسول وفعله وسكوته وعلى أقوال الصحابة وأفعالهم " سنت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور خاموشی پر ہوتا ہے اور صحابہ کے افعال اور اقوال پر ہوتا ہے ۔(التعریفات ص108-88)

2) نورالانوار میں ہے کہ: سنت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل اور خاموشی پر ہوتا ہے اور صحابہ کے افعال اور اقوال پر ۔(نورالانوارجلد1ص179)

3) امام ابن حزم فرماتے ہیں : "السنن تفتسم ثلاثة أقسام قول من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفعل منہ وشئی رآہ وعلمہ فأقرعلیہ "سنن کی تین اقسام ہیں : نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ، فعل اور (تقریر)جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی اسے جانا اور برقراررکھا ۔
(الاحکام فی اصول الاحکام جلد1ص173)

4) امام صالح بن طاہر الجزائری کہتے ہیں : سنت کا اطلاق اکثر طور پر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو ، خواہ قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو۔ یہ علماء اصول کے نزدیک حدیث کے مترادف ہے ۔(توظیہ النظرجلد1ص3)

5)نواب صدیق حسن کان کہتے ہیں :سنت کا لفظ شرعاً ، قول، فعل اور تقریر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔(حصول المامول ص38)

6)متاخرین میں سے عجاج الخطیب نے سنت کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال وافعال وتقریرات اور صفات خلقیہ وخلقیہ محاسن وشمائل اور سیرت سب کے مجموعہ کا نام ہے ۔(السنة قبل التدوین ص16)

امام شوکانی نے زبردست بات کہی کہ :

''ال علم کا اس پر اتفاق ک سنت احکام ک اثبات اور
شریعت میں مستقل اصول حلال وحرام ک احکام میں
قرآن مجید کی مانند (ارشاد الفحول ص31)
(نوٹ)سنت اور حدیث ک اصول ک لئ میری کتاب ''اصول
مبادی پر تحقیقی نظر مع دفاع اصول محدثین ''کا مطالع مفید
ر گا انشا ء الل
محمد حسین میمن (خادم حدیث)

صحاب کرام ک نزدیک سنت کا مقام

1)عبدالل بن مسعود   کا قص دیکھئ (سنن ابی داؤد جلد6رقم
الحدیث 2116مع عون المعبود)

2)سنن دارقطنی س ایک واقع ، ایک جھگڑ میں رسول الل
صلی الل علی وسلم ک فیصل کو قبول کیا گیا   (سنن
الدارقطنی جلد3کتاب البیوع رقم الحدیث 2785)

3)عبدالل بن مسعود   کا قص ک جب و درس میں مشغول
تھ تو کسی ن کا ک آپ صلی الل علی وسلم قرآن کا
ذکر کیا کریں (المستدرک الحاکم جلد1رقم الحدیث 382)

4)کعب بن مالک   کا قص مسجد میں آواز اونچی وگئی
(صحیح بخاری کتاب الصلاۃ رقم الحدیث 471)

5)امام یعقوب کا قص دیکھئ (صحیح بخاری جلد8مع فتح
الباری رقم الحدیث4886)

6)خزیم بن ثابت   کا قص دیکھئ (سنن ابی داؤد مع عون
المعبودجلد10رقم الحدیث 3604)

7)صحابہ کرام کا جوتے اتارنے کا واقعہ دیکھئے (ابو داؤد کتاب الصلاۃ جلد2رقم الحدیث650)
8)محمد بن حبیب کا واقعہ دیکھئے (تاریخ بغداد 5903)
ان احادیث اور آثار سے واضح ہوا کہ صحابہ اور تابعین کے نزدیک سنت حجت ہے ۔

اصطلاحات محدثین
⋆حدیث کی تعریف :رسول اللہ سے متعلق راویوں کے ذریعہ سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حدیث کہلاتا ہے ۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت ، خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے ۔
⋆بنیادی اقسام :
oقَوْ لِی حَدِیْث : وحدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو ۔
oفِعْلِی حَدِیْث:وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو ۔
oتَقْرِیْرِی: وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو ۔
oشَمَائِل نَبَوِی :وہ احادیث جن میں آپ کے عادات واخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔
نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت ''مَتْن''کہلاتی ہے ۔ متن سے پہلے ، راویوں کے سلسلے کو سندکہتے ہیں ۔ سندکا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ ''مُتَّصل''ورنہ ''مُنْقَطِع''۔
⋆نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام :
oحَدِیْث قُدسِی: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو ، راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو ۔
o مَرفُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول ، فعل یا تقریر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو ۔
oمَوْ قُوْف: وہ حدیث جس میں کسی قول ، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو ۔

oمَقْطُوْع: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو ۔
oمُتَواتِر:وہ حدیث جس میں تَوَاتُر کی چار شرطیں پائی جائیں:
(ا)اسۓ رایوں کی بڑی تعدادروایت کرے۔
(ب)انسانی عقل وعادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے ۔
(ج)یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہرطبقے میں پائی جائے ۔(د)حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔
نوٹ:راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو ''طبقہ '' کہلاتی ہے ۔
oخَبْرِ وَاحِد:وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں ۔ اس کی چار قسمیں ہیں :
oمَشْھُور:وہ حدیثجس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو ، مثلا کسی طبقے میں تین ، کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی ٔ اسے بیان کرتے ہوں ۔
oمُسْتَفِیْض:وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول وآخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔
oعَزِیْز:وہ حدیث جس کے راوی ٔ کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔
oغَرِیْب :وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو ،اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِیْب مُطْلَق کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِیْب نَسَبِی کہیں گے۔
⋆قبول وردّ کی اعتبارِ سے حدیث کی اقسام:
o مَقْبُول:وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔
oمَرْدُوْد:وۃ حدیث جو مقبول نہ ہو۔
⋆مقبول حدیث کی اقسام ودرجات(شرائط قبولیت کے اعتبارِ سے):
(1)صَحِیْح لِذَاتِہ (2) صَحِیْح لِغَیْرِہ (3) حَسَن لِذَاتِہ (4) حَسَن لِغَیْرِہ
oصَحِیْح لِذَاتِہ :وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:
(ا)اس ٔ کی سند متصل ہو، یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب)اس کا ہر راوی عادل ہو ،یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو ، صغیرہ گناہوں پر اسرار نہ کرتا ہو ، شائستہ طبعیت کا مالک ہو اور بااخلاق ہو۔

(ج)وہ کَامِل الضَّبط ہو، یعنی حدیث کو تحریر یا حافظہ کے ذریعے سے کماحقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے ۔

(د)وہ حدیث شاذ نہ ہو (ھ)معلوم ہو ۔(شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آرہی ہے ۔)

oحَسَن لِذَاتِہ:وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِیْفُ الضَّبط (ہلکے ضبط والے) ہوں ، باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَن لِذَاتِہ کا درجہ صَحِیْح لِغَیْرِہ کے بعد ہے۔ مگر تعریفات کو آسان کرنے کے لئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

oصَحِیْح لِغَیْرِہ : جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کرکے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر(دوسری سندوں) کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچی ہے

oحَسَن لِغَیْرِہ:وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں ، ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جاتی ہے ۔

٭صحیح حدیث کی اقسام ودرجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے:)

oمُتَّفَق عَلَیْہ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میںپائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجے پر ہوتی ہے۔

oاَفْرَادِ بُخَارِی: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے، صحیح مسلم میں نہ پائی جائے ۔

oاَفْرَادِ مُسْلِم:ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے ،صحیح بخاری میں نہ پائی جائے ۔

oصَحِیْح عَلٰی شَرْطِھِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری وصحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

oصَحِیْح عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِی:وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

oصَحِیْح عَلٰی شَرْطِ مُسْلِم:وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

٥صَحِیْح عَلٰی شَرْطِ غَیْرِھِمَا :وہ حدیث جو امام بخاری وامام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔
★مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے :
٥مُعَلَّق:وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کردی گئی ہو۔
٥مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرے ۔
٥مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دویا دوسے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
٥مُنْقَطِع :وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
٥مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یاتعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تأثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ، سند متصل ہی ہے، حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اورسماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا ۔
٥مُرْسَل خَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو ۔
٥مَعْلُوْل یا مُعَلَّلْ: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یاعیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنادے ۔ ان عیوب وعلل کا پتہ چلانا ماہر فن ہی کا کام ہے ۔ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ۔
★مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے :
٥رِوَایَۃُ الْمُبْتَدِعْ: وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مُکَفَّرہ کا قائل وفاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت ، مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل وضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی یاد رہے بدعت مکفّرہ(کافر بنانے والی بدعت ہے) سے ارتداد لازم آتا ہے ۔
٥رِوَایَۃُ الفَاسِق:وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے ۔
٥مَتْرُوْک: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہو۔
٥مَوْضُوْع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملے میں جھوٹ بولا ہو ، ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع(من گھڑت) کہتے ہیں ۔

⋆مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے :

oمُصَحَّف : وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں ، حرکات یا سکون وغیرہ کے بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو ۔

oمَقْلُوْب : وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم وتاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

oمُدْرَج : وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہوجائے اور اس پر الفاظ ِ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو ۔

oاَلْمَزِيْد فِیْ مُتَّصِلِ الأَسَانِيْد: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں ، ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو ، اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں ۔

o: وہ حدیث جس کا راوی مقبول (ثقہ یا صدوق) ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں ۔)

oمُنْكِر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں ۔)

oرِوَايَةُ سَيِّئِالْحِفْظ: وہ حدیث جس کا راوی سیئالحفظ ، یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والاہو۔

oرِوَايَةُ كَثِيْرِالْغَفْلَة : وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو ۔

oرِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَط: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزدہوں۔

oرِوَايَةُ الْمُخْتَلِطْ: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثہ کی وجہ سے یاداشت کھوبیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہوجائیں۔

oمُضْطَرِب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف ہو واقع ہوجو حل نہ ہوسکے ۔

⋆مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے :

oرِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَيْن: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو ، یعنی اس کے متعلق ائمہ فن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس

سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹہرتی ہو۔

oرِوَایَۃُ مَجْھُولِ الْحَال:وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو ، یعنی اس کے متعلق ائمہ فن کا کوئی تبصرہ نہ ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں ۔

oمُبْھَمْ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتب احادیث کی اقسام

oکُتُبِ صِحَاح:ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور "صحیح " کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو ۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہے ۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کردے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا ۔

oصَحَاح سِتَّہ : حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، سنن ابی داؤد ، سنن نسائی ، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں انہیں "اُصولِ سِتَّہ "یا "کُتُبِ سِتَّہ"بھی کہا جاتا ہے ۔ پہلی دوکتابیں "صحیحین کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں ۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص ، شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ بقول ، اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں ۔ گوان میں ضعیف احادیث موجود ہیں ، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انہیں " صحاح ستہ" میں شمار کرتے ہیں ۔

oجَامِع:جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات ، مثلاً: عقائد ، احکام ، تفسیر ، جنت ، دوزخ وغیرہ سے تعلق رکھنے

والی احادیث روایت کی گئی ہوں ، مثلاً: صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ ۔
oسُنَنْ: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی تبویب وترتیب پر جمع کی گئی ہوں مثلاً: سنن ابی داؤد۔
oمُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً: مسنداحمد، مسندحمیدی ۔
oمُسْتخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں کے اعتبارِ سے روایت کرے ، مثلاً: مستخرج اسماعیلی علیٰ صحیح البخاری ۔
o: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں ، مثلاً : مستدرک حاکم۔
oمُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے ، مثلاً: معجم طبرانی۔
oاَرْبَعِیْن:جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں ، مثلا ً: اربعین نووی ، اربعین ثنائی وغیرہ ۔
oجُزْئ: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں ، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی ''جُزْئُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ ''اور ''جُزْئُ الْقِرَائَ ةِخَلْفَ الْاِمَامِ''یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی ''کِتَابُ الْقِرَائَ ةِخَلْفَ الْاِمَامِ''وغیرہ۔

مسلما ن اس اعتبا ر سے دنیا کی ایسی منفر د قو م ہے
جس نے اپنے نبی ﷺ کے اقوال اور آثا ر کو محفو ظ کر نے میں بے
مثا ل تحقیق کا مظا ہرہ کیا۔ آج تک اس مثا ل روشن افک کے
ما نند ہے دنیا کے بڑے بڑ ے ما یا نا زمحقق اس با ت کو قبو ل
کر چکے ہیں کیا عمد ہ با ت کی ہے مو لا نا محمد علی جو ہر
نے ان کا فر ما ن ہے کے :
قر آ ن پا ک تو قر آن پا ک ہے دوسر ے صحا ئف ہما
ری کتب حد یث کی تحقیق اور صحت وحفا ظت کا مقا بلہ
نہیں کر سکتے ۔ (خا لص اسلا م صفحہ135)
محد ثین نے کس قد ر احتیا ط اور حا ظر ذ ہن سے اور دیا
نتداری سے تحقیق کا کا م کیا یہ عظیم کا رنا مہ آج اسلام کے
مفا خر میں سے ہے .
ایک غیر مسلم بھی داد دئیے بغیر نہ رہ سکا ۔ ریو
رنڈ اسمتھ لکھتا ہے :
کو ئی شخص نے اس میں دھو کا کھا سکتا ہے نہ دوسر ے کو
دھو کا دے سکتا ہے یہا ں پو رے دن کی روشنی ہے جو چیز پر
پر پڑھ رہی ہے اور ایک تک پہنچ رہی ہے (تا ریخ جمع القر آ
ن والحد یث)
The universal standard encyclopedia volume
16 page(5817-18)میں لکھتا ہے
The para-mount authority of islam is the
koran (q.v.)which contains the revelation from God
(A.r. Allah) announced by the prophet Mohammed
and recorded by his followers. the koran is
.supplemented by the sunna
با لغر ض تا ریخ کا بڑا ذخیر ہ اور ایک عا لم اس با ت پر گواہ
ہے کہ محد ثین کی قر با نیا ں اور ان کے چھا ن پھٹک کے طر
یقے بڑے ہی کٹھن تھے غیرتو غیر کتنے ہی ظا ہر متفق عبا دت
گزار شخص بھی اپنے ودع اور تقو ی کی وجہ سے محد ثین کی
کڑ ی نگا ہ سے بچ نہ سکے ۔
اس رسا لے میں جو اہم نکتہ عر ض کر نا مطلو ب
ہے وہ ہے علو م حد یث قر آ ن کر یم کے ضوابط اور معیا رات
پر تعمیر کیے گئے ہیں.
ہر دو ر میں مستشر قین مختلف سوال کے سہا رے اور امت
کے اجما ع کو پا ما ل کر نے کی کو شش میں لگے رہے اور وہ
اپنے اس نا پا ک عز ا ئم میں ہر دور میں نا کا م رہے آ ج بھی
انہیں ارادوں کے سا تھ یہ مستشر قین اور منکر ین حد یث نئے

سوالات کے سا تھ منظر عا م پر آنے کی کو شش میں لگے ہو
ئے ہیمو جو دہ دور میں لا تعداد سوالات ان کی طر ف سے سا
منے آتے رہتے ہیں کبھی بخا ری کے پیچھے کبھی مسلم کے خلا
ف غر ض وہ ہر طر ح سے امت کے اجما ع کو چکنا چور کر نے
کی بھر پور کو شش میں لگے ہو ئے ہیں لیکن یہ ان کا مقصد
صر ف ایک بھیا نک خو اب کی شکل میں سا منے آئے گا .
(انشا ء اللہ)
نو ٹ ۔ (عمو می سوالا ت کے جوابا ت کے لئے میر ی مفصل
کتا ب اسلا م کے مجر م کو ن ؟ کا مطا لعہ فر ما ئیں)
آج کاجو کو عنوان ہے وہ ہے کیا یہ اصو ل حد یث جن کو محد
ثین کی جما عت نے تحقیق سے تشکیل دیا ہے کیا یہ اصو ل
حجت ہیں؟؟کیو نکہ اصو ل تو انسا نو ں کے بنا ئے ہو تے ہیں
ان کو کبھی بھی دین تصو ر نہیں کیا جا سکتا ؟یہ وہ بنیا دی
سوال ہے جس کا جواب دینے کے لئے میں نے قلم اٹھا یا بس یہ
تو فیق اللہ سبحا نہ وتعا لیٰ کی ہے .
قا رئین ا کرام دفاع حد یث پر علما ء نے لا تعداد کتا بیں
تصنیف فر ما ئیں اور اصو ل حد یث پر بحث بھی کی لیکن سا
تھیو ں کے اصرار اور دلچسپی کے با عث یہ نکتہ بھی ذہن میں
آیا کہ ان اصو ل حد یث جس کو محد ثین نے تر تیب دیا آیا یہ
اصو ل کن ضوابط سے تر تیب دئیے گئے ہیں ؟یہ ایک ایسا
سوال ہے جو ہرطا لب علم کے ذہن میںاُبھر آتا ہے اور وہ اس
کے جو اب کا منتظر رہتا ہے ۔اس مضمون میں آپ کو انشاء
اللہ ان اصو لو ں کے با رے میں جن کو محد ثین نے ترتیب دئیے
معلو ما ت حا صل ہو گی کہ وہ اصو ل جن کو محد ثین نے تر
تیب دئیے وہ اصو ل قر آن کر یم کے مطا بق ہیں۔
جی ہا ں ہو سکتا ہے یہ با ت آپ سمجھ نہ سکے لیکن
الحمد للہ واقعی یہی با ت ہے . کیو نکہ محد ثین کا معیا ر
تحقیق کا وہی رہا ہے جس معیا ر کو قر آن کر یم انسا ن کے
لئے ہموار کر نا چا ہتا ہے میں اپنی بات کو شروع کر نے سے
پہلے ایک گز ارش آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ اصول حدیث
کو سمجھنے سے پہلے ایک نکتے کو ضرور سمجھیں '' اگر آپ
سے کوئی شخص کہتا ہے کہ بھا ئی ہمیشہ سچ بولو '' اگر
چہ وہ خود سچ نہ بو لتا ہو لیکن وہ ایک ایسی بات نقل کرتا
جو بعین قر آن کریم کے مطابق ہے ۔
اب اگر آپ یہ کہیں کہ میں سچ کیسے بو لوں یہ
شخص تو جھو ٹا ہے فلا ن فلا ں کا م کرتا ہے .

مثلاً چور ہے ڈاکو ہے اور بہت سا رے جرائم پیشہ ہے اس
شخص کی با ت میں آکر سچ نہیں بول سکتا ہے

یقیناً یہ شخص جھو ٹا مکار جرائم پیشوار اور بہت
سارے برے کام کرنیوالاہے لیکن وہ ابھی بات جو کررہا ہے وہ
قر آن کریم کے مطابق ہے لہٰذ ا ہم یہ کہینگے کہاس کی بات
کو تسلیم کیا جائے کیو نکہ یہ جوبات کہہ رہا ہے اس کی اپنی
بات نہیں ہے بلکہ یہ تو قرآن کریم کے مطابق کہہ رہا ہے کہ
بات ہمیشہ سچ کہو.

اب غور فر ما ئیں کہ بات کہنے والا انسا ن ہے لیکن اس
کااصل مر جع قرآن کریم ہے کیونکہ وہ جو کہہ رہا ہے قر آن
کریم کا اصول بول رہا ہے اس کی اپنی بات نہیں ہے ہا ں
کہنے والا ضرور بشر گنہگار ہے لیکن اصول یہ ہو گا کہ وہ کیا
کہہ رہا ہے ۔

اسی طر ح سے یہ عظیم محد ثین کی جما عت جن کا
ثقہ ہو نا (Athenticity)ثا بت ہو چکی ہے ان کا تقویٰ کے
بارے میں ان کے ذہن کے بارے میں امت کا اجماع ہے جو قدم
قدم پر سنت کا خیال رکھنے والے اللہ کے حکم کی پابندی کر نے
والے اور مکمل زندگی صرف اسی محنت میں لگادی کہ رسو ل
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احا دیث کا دفا ع کر یں تو بتا
ئیں یہ کیسے اپنے اصول قر آن کے خلاف وضع کریں گے نہیں ۔

بلکہ ان محد ثین کی جماعت نے غو ر وتدبر سے مکمل
احادیث کے جو اصول ترتیب دئیے ہیں وہ قر آ ن کریم کے
مطابق ہی ہیں اب اگر ان محد ثین میں سے کو ئی یہ کہے کہ
سچ بولو تو بتا ئیں سونے پہ سہاگا ہو گا کہ نہیں کیونکہ با ت
نقل ہو رہی ہے قرآن کریم اور دوم بات کر نے والا بھی مکمل
عامل قر آن تو لہٰذا ہم سچ بو لنے والےکی سچائی کو قبول
کریں اور اس کی سچائی کو مر تبہ دیں گے کہ اس نے دین
اسلام کے ایک اہم اصول کے مطابق سچ بولا .

اسی نکتے کو سامنے رکھیئے اور اصول حدیث کو
سامنے سمجھئے جو کہ قر آن کریم کے مطا بق تر تیب دئیے گئے
ہیں .

میں اس مضمون میں ان مو ٹے مو ٹے اصو ل کا ذکر
کر وں گا جن پر اکثر وبیشتر اعتراضات اُٹھتے رہتے ہیں اور
منکر ین حد یث کی طر ف سے یہ سوالات سامنے آتے رہتے
ہیں کہ بتا ؤ ان اصو لو ں کو جو کہ تم ایک شر عی حیثیت دیتے
ہو ان کی دلیل کیاہے لہٰذا اس قسم کے جو سوالات ہیں انکا
جواب آپ اس کتا ب سے اخذ فر ما ئیں گے انشاء اللہ .

١) منکرین حد یث کا ایک سوال جو کہ خبر آحاد کے بارے میں ہو تا ہے۔
خبر آحاد کی تعریف :۔جس حدیث میں راوی تعداد میں متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہوں۔ خبرآحاد کہلا تی ہیں .
(یعنی اگر کو ئی ایک شخص خبر دیتا ہے۔ کسی بات کی تو وہ منکرین حدیث کی نظر میں قا بل قبول نہیں)
خبر واحد کی دلیل قر آن کریم کی رو سے قر آ ن کر یم خبر واحد کو تسلیم کر تا ہے۔ اگر خبر دینے والا سچا ہو مثلاً
(سو رۃ یٰسن 36آیت نمبر20) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ :
'' وجا ء من اقصا المد ینۃ رجل یسعٰی قال یقو م اتبعوالمر سلین''
تر جمہ ۔ اس وقت شہرکے پرے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا میری قوم کے لوگوں ان رسولوں کی اتباع کرو .
غو ر فر ما ئیں ! اس آ یت مبارکہ میں آنے والاایک ہی شخص اور وہ ایک خبر دے رہا ہے۔ یعنی وہ شخص بحیثیت خبر واحد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس خبر کو مقبول فر مایا. اور ارشاد ہوتا ہے۔ کہ
'' قیل ادخل الجنۃ '' (سو رۃ یٰسن 36آیت نمبر26)
''(جب قوم نے اس شخص کو ما ر ڈالا)تو اللہ پاک نے فر مایا .کہ اسے جنت میں داخل کر دو ''۔
گو یا وہ شخص جس نے خبر واحد کی صورت میں نبی کی تا ئید کی اس پاداش میں اسے قتل کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر واحد کو قبول کر کے جنت میں روانہ فرمایا.ایک اور دلیل دیتا چلوں جب ذکر یا نے مر یم کی کفالت کا بیڑا اٹھا یا تو ذکر یا نے ان کے پاس کھا نے کی چیز دیکھی اور فر ما یا:
''قا ل یٰمر م انی لک ھٰذاقا لت ھو من عند اللہ ان اللہ یر زق من یشا ء بغیر حساب ''(اٰل عمران 3آیت37)
تر جمہ اے مر یم یہ تجھے کہا ں سے ملا ؟ وہ کہتی ہے۔ دیتی ہیں اللہ کے ہا ں سے بلا شبہ اللہ جسے چا ہے۔ بے حسا ب رزق دے دیتا ہے۔ .
غو ر فر ما ئیں ! مریم خبر دے رہی ہیں کہ یہ رزق اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ حیثیت رکھتی تھیں خبر واحد کی اور زکر یا نے اسے قبو ل فر مایا اور پھر مو قع کی مناسبت دیکھتے ہی اپنے لئے اولاد کا سوال کیا .
لہٰذا خبر واحد کا حجت ہو نا اس آیت سےبھی ثا بت ہو تا ہے۔.

ایک اور مقا م پر قر آن کر یم وضا حت فر ما تا ہے کہ سلیمان
کے دور حکو مت میں حا ضر ی کے وقت ھُد ھُد غا ئب تھا غصہ
کی سزا کے اظہار کے بعد سلیمان نے فرما یا کہ اسے ذبح کر
دونگا یا وہ میر ے پاس کو ئی معقو ل وجہ پیش کر دے قر آن
کر یم ذکر فرما تا ہے ۔

'' فمکث غیر بعید فقال أحطت بمالم تحط بہٖ وجئتک من
سبابنبایقین''
(نمل27آیت 22-23)

تر جمہ :تھو ڑی دیر گزری تھی کہ (ہدہد)آگیا اور کہا میں نے
وہ معلوم کیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں اور میں سبا سے
متعلق ایک یقینی خبرآپ کے پاس لایا ہو ں .

لہٰذ ا ہد ہد نے ایک معقو ل وجہ پیش کی کہ وہ ملک سبا کے
لوگ سورج اور چاند کے پجاری ہیں لہٰذ ا سلیمان نے ہدہدکی
بات کو تسلیم کرتے ہو ئے تحقیق کی شر طیں لگا ئی .

غور فر مائیے ایک جا نور خبر دیتا ہے اور اللہ کاعظیم پیغمبر
اسکی Exeptenceدیتا ہے اب بتا ئیں جا نور کی خبر واحد کو
قبو ل کیا گیا اسکے مقا بلے میں ایک سچے مسلم کی خبر واحد
کو قبول کر نے میں کو نسی قبا حت ہے لہٰذ ا یہاصو ل بھی
محد ثین نے قر آن کر یم سے ہی اخذ فرمایا ہے.

راوی کا ثقہ ہو نا اور غیر ثقہ ہو نا اسکی چھا ن پھٹک
کا اصول قر آن کر یم کی رو سے ہے

محد ثین اکرام نے اپنی پو ری زند گی اس فن کے لئے گزار دی
یعنی وہ علم رجال کے فن کے ماہرین Specialistتھے اور وہ
خوب اس فن کو جا نتے تھے کسی راوی کا مقبول ہو نا اور غیر
مقبو ل ہو نا یہ ایک بڑا اہم درجہ ہے قر آ ن کریم نے بھی
مقبول اور غیر مقبول کے بارے میں اصول مرتب فر ما ئے ہیں .
اللہ تعا لیٰ فر ما تا ہے:

''یا ایھا الذ ین اٰمنو ان جا ء کم فا سق بنبا فتبینوا''(سورۃ
حجرات 49آیت 6)

تر جمہ :اے ایمان والو ں اگر کو ئی فا سق تمہا رے پا س خبر
لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ۔

اس آیت مبا رکہ پر غو ر فر ما ئیں کہ وہ مخبر کی تحقیق کا
اصول مر تب فر ما تی ہے .مثلاً

کو ئی شخص یہ خبر لا تا ہے کہ فلا ں شخص کو قتل کر
دیا گیا یا فلاں فلا ں نقصا ن ہوا ہے تو سننے والے کو اس خبر
کو نشر کر نے کے بجا ئے فو راً اس کی تحقیق کر لینی چا ہیے

وگر نہ معا شر ے میں اس کا بڑا برا اثر مر تب ہو گا جو جان لیوا بھی ثا بت ہو سکتا ہے .
لہذ اگر کو ئی شخص خبر لا ئےاس کی تحقیق کر لی جا ئے ایک چھو ٹا اصول سمجھا دیا گیا کہ تحقیق کرلو لیکن یہ نہیں بتا یا گیا کہ تحقیق کن ذرائعیو ں سے کر نا ہے کیو نکہ ہر صد ی میں تحقیق کے مختلف ذرائع مو جو دہو تے ہیں خا ص کر اس صد ی میںجو کہ Mediaاور Communicationکا دور ہے بہت بہتر ہیں تحقیق کے طریقے ۔
محد ثین اکرام نے بھی جو اصو ل مر تب کئے تحقیق وہ بھی اس وقت کے بڑ ے کٹھن اصول تھے اب دیکھئے محد ثین کا تحقیق کا طر ز عمل اور جا نچنے کے اصول کیو نکہ قر آ ن کر یم نے تحقیق کا حکم دیا ہے لیکن طر یقے کا اسلو ب نہیں بتا یا کیو نکہ مختلف دور میں ذرائع ہو تے ہیں تحقیق کے لیکن تحقیق کر نی ضر وری ہے میں اپنی با ت کو آگے لے کر چلتا ہو ں اب دیکھئے حد یث کے با رے میں کو ئی شخص خبر دیتا ہے کہ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فر ما ن ہے اور وہ اپنے کلما ت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگا تا ہے مجھے قر آن کر یم نے اصو ل سمجھا یا کہ مخبر کی خبر کی تحقیق کر لی جا ئے اب محد ثین اس اصو ل کو (جس کا ذکر سورۃ حجرات کی آیت نمبر 6میں ہو ا ہے)استعما ل کر تے ہیں اور اس پر مختلف انداز سے عمل کر تے ہیں اور تحقیق کا حق ادا کر نے کی کو شش فر ما تے ہیں .مثلاً
ایک شخص سلمی وہ حد یث گڑھتا ہے اور سند یو ں پیش کر تا ہے ۔
قال سلمی حد ثنا امام مالک قال حد ثنا امام نافع حد ثنا ابن عمر عن النبی......................................
اب دیکھا جا ئے تو سند بہت عمدہ دکھا ئی دیتی ہے امام مالک جیسی معتبر ہستی اور وہ روایت کریں نافع سے اور وہ ابن عمر سے یعنی سلسلة الذھب سو نے کی زنجیر ہو گئی سند ہما ں میں اور آپ تو دھو کہ کھا سکتے ہیں لیکن آفرین ہے محد ثین کی پا کیزہ جماعت پر کہ انہوں نے بڑی اما نت ودیا نت کے ساتھ اور ایمانی جذبہ میں ایسے تحقیق کے نکات نکالے کہ با ل کی کھا ل بھی اُدھڑ جا ئے ۔
اب دیکھئے محد ثین کی تحقیق قر آن کر یم کے مطا بق .
۱) پہلے یہ دیکھا جا ئے گا کہ سلمی کا حا ل معلو م ہو جائے اگر نا معلو م ہو سکے تو وہ مجہو ل ہے۔

٢) اگر حالات معلوم ہو بھی گئے تو یہ دیکھا جائے گا کہ سلمی
کاذب ہے یا صادق اگر معلوم ہو جائے کہ وہ صا دق ہے تو بھی
حدیث کی صحت کے لئے کافی نا ہو گا ۔
٣)پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا حافظہ کیسا تھا حافظہ میں کو
ئی خرابی تو نہیں اگر ہے تو سئیی الحفظ کہلائے گا اور اسکی
وہ روایت قبول نہ کی جائے گی (کیو نکہ قر آن کریم یتیم کو
ان کا مال واپس دینے کا حکم جب دیتا ہے کہ وہ سمجھ دار ہو
جا ئیں کیو نکہ بچپن کی عمر ناقص العقل ہو تی ہے جوانی کے
مقابلہ میں تو پھر بگڑے ہو ئے حافظے والے کی شہادت کیسے
قبو ل کی جاسکتی ہے)
٤)اسکے بعد اگریہ ثابت ہو بھی جائے کہ وہ خراب حافظے کا
نہیں تھا تو یہ دیکھا جائے گا کہ امام مالک سے اس کی ملاقات
ثابت ہے کہ نہیںاگر نہیں تو وہ روایت قابل قبول نہیں ہو گی
محد ثین کی اصطلاح میں ایسی روایت کو ضعیف کہا جاتا ہے
یعنی اس کی سند میں انقطاع ہے یعنی سند میں ایک یاسارے
راوی مختلف مقامات سے منقطع ہو ں۔
اسکی مثال آپ یو ں لیں کہ وہ شخص جو آپ کو خبر
دیتا ہے کسی حادثے کے بارے میں جب آپ اس سے پو چھتے ہیں
تو وہ جواب دیتا ہے کہ جس وقت یہ حادثہ ہوا میں تو اس
ملک میں مو جود ہی نہیں تھا میںتو out of countryتھا لیکن
مجھے بھی کسی نے بتایا بتانے والا کون معلو م نہیں بتائیے کیا
آپ خبر کو سچ مان لیں گے نہیں بلکہ آپ قرآن کریم کی آیت
کے مطابق تحقیق کریں گے اور بغیر تحقیق کے اس کی بات کو
رد کر دینگے لہٰذا حا صل کلام یہ ہوا کہ وہ شخص جس واقعہ
کی خبر کررہا ہے وہ اس واقعہ کے وقت مو جود نہیں تھا بلکہ
ملک سے بھی باہر تھا اسی دوری کو یا سماعت ثابت نا ہونے
کو محدثین نے انقطاع کا نام دیا جس کی تحقیق قر آ ن کریم
کے بیان کر دہ اصول کے مطابق ہے ۔
٥)بالفرض اگر ثابت ہو جائے کہ سند انقطا ع میں ہے تو دیکھا
جائے گا کہ یہ خبر دینے والا کتنا سچہ ہے ایسا تو نہیںکہ وہ
کہیں بھول رہا ہو یا اپنے سے زیادہ سچے لوگوں کی مخالفت
کررہا ہو ایسی مخالفت کو محدثین کی اصطلاح میں شاذ
کہتے ہیں کہ ایک ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی
مخالفت کرے اس اصول کو سمجھنے کے لئے اس آیت مبارکہ پر
غور فر مائیں . قر آن کریم ذکر فر ماتا ہے:
''فان عثر علیٰ انھما استحقا اثما فاٰ خران یقو مان مقا
مھما من الذین

استحق علیہم الاولین فیقسمٰ ن باللہ لشھا دتنا احق من شھا د تھما''
(سورة ما ئد ة 5آیت 107)
تر جمہ :پھر اگر یہ معلو م ہو کہ وہ دونو ں گنا ہ میں ملو ث ہو گئے ہیں تو ان کی جگہ دواور گواہ کھڑ ے ہو ں جو پہلے دونوں گواہوں سے اہل تر ہوں اور ان کی طر ف سے ہو ں جن کی حق تلفی ہو ئی ہے وہ اللہ کی قسم اُٹھا کر کہیں کہ ہماری شہادت ان پہلے گواہوں کی شہادت سے زیادہ سچی ہیں اور ہم نے کو ئی زیادتی نہیں کی اگر ہم نے ایسا کیا تو بلا شبہ ہم ظا لم ہیں .
غور فر ما ئیے آیت مبارکہ کے سیا ق سے یہ بات واضح ہو ئی کہ گواہوں کی گواہی کیسے قبول ہو گی اور ان کا طر یقہ کیا ہوگا یعنی پہلے گواہوں نے اگر گواہی دی اگر وہ غیر ثا بت ہو تی تو دوسر ے اور دوگواہ(جو پہلے گواہوں سے زیادہ ثقہ ہو ں)گو اہی دینگے بعد والوں کی گواہی منظور ہو گی جو زیادہ متقی ہو نگے .
ایک اور اصول کی وضا حت کر تا چلوں محد ثین کی اصطلا ح میں ایک اور اصول ہے وہ ہے ''منکر الحد یث یعنی راوی کبیر ہ گنا ہ کا مرتکب ہو فاسق ہو بد عتی وغیر ہ وغیرہ ۔ ارشاد ربانی ہے کہ
''تحبسو نھما من بعد الصلوٰ ة فیقسما ن باللہ''(سور ة ما ئد ة 5آیت 106)
تر جمہ :(گواہوں کو) اگر تمہیں کچھ شک پڑ ھ جا ئے تو ان دونو ں کو صلوٰ ة کے بعد (مسجد میں) روک لو . پھر وہ اللہ کی قسم اُٹھا کر کہیں کہ وہ (کسی مفا د کے خا طر) شہا دت کو پہنچنے والے نہیں .
غو ر فر مائیں گواہو ں کو نماز کے بعد قسم اُٹھوائی جارہی ہے کیو ں ؟ کیو نکہ نماز ایما ن والے کو ثابت کر تی ہے اور غیر نمازی کا ایما ن نا قص ہو تا ہے اسی وجہ سے گواہی کے لئے نماز کے بعد (تا کہ گواہ بھی نماز پڑھے) گواہی دلوائی گئی .
با لفر ض اگر کو ئی گواہ نماز ادا کر نے سے انکا ر کر ے تو بتا ئیے آپ کیا نتیجہ اخذ کر یں گے کیو نکہ قر آن وسنت سے یہ با ت عیا ں ہے کہ غیر نمازی کبیر ہ گنا ہ کا مر تکب ہے . یہی وجہ ہے کہ محد ثین اس گواہ کی گواہی کو چھوڑتے ہیں جو کبیر ہ گنا ہ کا مر تکب ہو تا ہے لہٰذا آیت مبارکہ سےخوب سے خوب اس بات کی نشا ند ہی ملتی ہے کہ منکر راوی کی گواہی کیو ں قبو ل نہیں کر نی چا ہیے وجہ یہ ہے وہ کبیر ہ

گنا ہ کا ارتکا ب کر تا ہے جب عمو می معا ملا ت میں اس کا جھو ٹا ہو نا ثا بت ہو جا تا ہے تو کو ئی بعید نہیں کہ وہ ہو سکتا ہے رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جھوٹ با ندھ رہا ہو .
میں آپ کے ایک اور اصو ل کی طر ف تو جہ دلانا چا ہتا ہو ں اگر کسی راوی کا حدیث کے بارے میں جھو ٹ بو لنا ثا بت ہو جا ئے تو محد ثین اس کی بیا ن کر دہ روایت کو '' مو ضو ع '' قراردیتے ہیں قا رئین اکرام یہ اصو ل بھی عین قر آن کر یم کے مطا بق ہے اللہ تعا لیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ
''والذین یر مو ن المحصنٰت ثم لم یأ توا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثما نین جلدۃ ولا تقبلوا ھم شھادۃ ابدا واولٰئک ھم الفٰسقو ن''
(النو ر 24آیت 4)
تر جمہ ہاور جو لوگ پاک دامن عو رتو ں پر تہمت لگا ئیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکے انھیں اسّی (۸۰) کو ڑے لگا ؤ اور آ ئند ہ کبھی ان کی شہا دت قبو ل نہ کر و اور یہی لو گ فا سق ہیں .
قر آن کریم کی آیت مبارکہ سے معلو م ہوا کہ جو شخص تہمت Claimلگا ئے یعنی وہ شخص جھو ٹ با ند ھے پا ک دامن عو رتو ں پر تو انھیں Panishسزا کے طور پر اسّی (۸۰) کو ڑے لگا ئے جا ئیں اور ان کی گواہی بھی قبو ل نہیں ہ
اندازہ فر ما ئیں کسی پاک دامن شر یف زادی پر تہمت کی سزا کیا کہ اس کو محروم کر دیا گیا Society میں گواہی سے یعنی وہ کتنا ہی اس کے بعد پارسا ئی کا ثبو ت دے ارشادربانی نے فیصلہ دے دیا ایسے جھو ٹے شخص کی گواہی کو tance Expec کبھی بھی نا دیا جائے . اب اگر کو ئی شخص امام الانبیا ء سیدالمرسلین رحمۃ العٰلمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبا رکہ پر جھوٹ باندھ ہ اور آپپر بہتا ن لگائے اس الفاظ کا جوآپ نے ادا نہ فرمائےہو ںتو بتا ئیے کیا ایسا شخص لائق ہے کہ اس کی گواہی کو قبو ل کیا جائے ؟؟Impossibleنہ ممکن .
عام عورتوں پر بہتان کی سزا کہ اس سے معاشرے میں ایک جو اسے دیا گیا تھا بہتا ن کے بعد اس سے وہ مقام چھین لیا جائے گا اب وہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جھو ٹ با ند ھے تو کیو نکر اسے قبول سمجھا جائے گا . بلکہ وہ تو دنیا میں رسوائی کا حقدار ٹھرا اور آخرت میں عذاب کا حق دار ہو گا
ایک اور اصول کی میں وضا حت کر وں گا :

بسا اوقات محد ثین شواهد کی بناء پر کسی حد یث کو صحیح
کا درجہ دیتے ہیں یہ اصول بهی قر آن کر یم سے ہی ماخو ذ
ہے جی ہا ں پچهلی آیت مبارکہ پر دوبارہ نظر دوڑائیے:
آیت مبا رکہ میں اللہ تعا لیٰ گواہ طلب فر ما رہا ہے یعنی اگر
کو ئی شخص کسی پا ک دامن عورت پر بہتا ن لگا ئے تو اس
کی گواہی اس وقت قبو ل کی جا ئے گی جب وہ گواہ یعنی
چار گواہ پیش کر دے وگر نہ اس کی گوا ہی کو رد کر دیا جا
ئے گا .
یہی اصو ل محد ثین نے اپنا یا کہ اگر کو ئی راوی ایسی حد یث
کا ذکر کر تا ہے جو الفا ظ کسی اور راوی سے ثا بت نہ ہو تو
ان الفا ظو ں کو اس صو رت میں قبو ل کیا جا تا ہے جب اس
راوی کے الفا ظو ں کی تا ئید دوسر ے راویو ں کی پیش کر دہ
حد یث میں مو جو د ہو ں ۔
یعنی یہا ں بهی اصو ل حد یث کا ایک اہم نکتہ کہ
دوسری طر ف (یعنی گواہو ں) سے یہ با ت ثا بت ہو تی ہے
لہٰذا یہ اصول بهی قر آن کر یم ہی تعلیم دیتا ہے عمل کر نے
والے کو آپ ضرور بشر کہینگے لیکن اصول ما خو ذ ہے شر
یعت سے .
٦) اگر یہ بهی ثا بت ہو جا ئے کہ سلمی کی خبر سچی ہے تو
اس کے بعد اور بہت سا رے پر کهنے کے اصول وضوابط با قی
ہیں اس کے بعد یہ بهی دیکها جا ئے گاکہ راوی الفا ظو ں کو
آگے پیچهے یعنی Amendmentتو نہیں کر تا یعنی اس کی سند
میں اضطلاب تو فیق پر قا عد ے بهی قر آن کر یم کے نص سے
ما خو ض ہے اس قاعد ے کو سمجهنے کے لئے قر آن کر یم کی
اس آیت کا مطا لعہ فر ما ئیں . اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں .
"انما النسئی ذیا دة فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلو نہ
عا ما ویحر مو نہ عا ما ......(التو بة 9آیت 37)
بیشک مہینو ں کو پیچهے ہٹا دینا ایک مزید کا فرانہ حر کت ہے
جس سے کا فر گمراہی میں پڑ ے رہتے ہیں وہ ایک سال کسی
مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسر ے سال حرام .
اس آیت سے پچهلی آیت (نمبر36میں)اس با ت کی وضا حت
کر تی ہے کہ با رہ مہنو ں کی گنتی اللہ کی کتاب میں مو جو
د ہے اور مز ید چار حر مت والے بهی .
نو ٹ ۔ (بارہ مہینے کی گنتی قر آن مجید میں نہیں ہے بلکہ
احا دیث کی کتا بوںمیں مو جو د ہے جس سے صا ف یہ با ت
واضح ہو جا تی ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ رسول اللہﷺ کی

احا دیث بھی کتاب اللہ ہے مزید تحقیق کے لئے میرا
Programبعنوان حدیث بھی کتاب اللہ ہے سماعت فر مائیں)
لیکن کفار لوگ ان مہینو ں کو آگے پیچھے کرتے تھے لہٰذا اللہ
تعالیٰ کو اپنے شعار میں ملاوٹ پسند نہیں اسی لئے اللہ تعا لیٰ
نے اس امر پر وعید وعتاب کا حکم دیا .
نو ٹ ہ(اس طر ح کے آگے پیچھے کے الفا ظو ں کو محد ثین کی
اصطلا ح میں اصطراب کہتے ہیں)
غو ر فر ما ئیں جس طرح قر آن کر یم کے متن کو آگے پیچھے
کر نا کبیر ہ گنا ہ ہے اسی طر ح سے اگر حد یث میں بھی
کو ئی شخص عمداً آگے پیچھے کرتا ہے تو وہ بھی گنا ہ کبیر ہ
میں شمار کیا جا ئے گا لہٰذا یہی وجہ ہے کہ محدثین نےحدیث
میں بھی یہی شروط آئید کئے ہیں گویا کہ یہ اصو ل بھی ما
خو ذ ہے قر آن کر یم سے .
لہٰذا محد ثین نے بڑے مضبو ط ضواط مقرر فر مائے اسی
لئے محد ثین کی گر فت سے وہ لو گ بھی بچ نہ سکے جو
صالح تھے لیکن نیک نیتی سے حدیث میں تحریف کر دی یہ لو گ
با وجو د اپنے تقویٰ اور ذھد کے محد ثین کی جماعت کو دھو کا
نہ دے سکے خلاصے کلام یہ کہ محدثین نے اگر کسی حدیث کو
صحیح کہا تو وہ یقیناً قطعی الصحت ہے اسی لئے شبہے اور
شکوک کے تمام منازل کو اس نے عبو ر کر کے ہی مقا م صحت
کو حا صل کیا ہے .
میں کہتا ہو ں اگر ان فنو ن ن کو عام کر دیا جا ئے
کہ ہر مدارس میں اور Schoolاور collageمیں تو یقیناً انشا ء
اللہ Aotumetecly تمام شکوک دور ہو جا ئیں گے ہ
(وما علینا
الا البلاغ ا لمبین)

(سوال وجواب)

سوال ہ1) میرا اشا رہ البا نی صا حب کی طر ف ہے میرا
سوال ہے کہ اگر محد ثین ان اصولو ں کے بعد حد یث کو وحی
سمجھتے تھے تو ایک محد ث اگر کسی حد یث کو کو صحیح
کہتاہے (یعنی وہ کسی حدیث کو وحی ما نتا ہے) تو دوسرا
محد ث جو کہ 400سو سا ل بعد یا 600سال بعد آنے والا محد
ث اس کو ضعیف کہتا ہے یعنی ایک اس کو وحی تسلیم کر
تاہے اور دوسرا وحی تسلیم سے انکار کر تا ہے میرا سوال یہ
ہے کہ آخر حدیث پر اختلا ف کیوں ؟
جواب ہ بعنوان الوھاب الیہ مر جع والمتاب اما بعد

بھا ئی میں آپ کے سوال کے جواب سے پہلے کیا آپ کا نام اور
پیشہ پوچھ سکتا ہو ں .

جی حسین بھا ئی میں نا صر ہو ں اور پیشے کے
اعتبار سے میں Advocate ہوں

بہت شکریہ

بھا ئی
بھا ئی کا سوال بہت اہم ہے:

بھا ئی نے سوال کیا ہے کہ ایک محد ث جو کہ کئی
صدیو ں پہلے کسی حد یث کو صحیح ما نتا ہے اور دوسرا
محدث جو کئی صدیوں بعد اسکو ضعیف ثا بت کر تا ہے بھا ئی
اس کا جواب کئی طر یقو ں سے دیا جا سکتا ہے لیکن بھا ئی نے
مثا ل شیخ نا صر الدین البانی کی دی ہے تو میں چا ہو ں گا
کہ ان کا سوال بھی شیخ کی تحقیق سے دو ں .

ایک با ت ذہن نشین فر ما ئیں کسی محد ث کو چا ہے
وہ متقد مین میں سے ہو یا متا خرین میں سے ہو حد یث کے
ہو نے میں کسی کو اختلا ف نہیں ہو تا بلکہ اس حدیث کو
پیش کر نے والے راوی کے بارے میں اختلاف ہو تا ہے جب راویو
ںکی ثقا ھت Athenticity ثا بت ہو تی جا تی ہے تو تمام محد
ثین ان اصولوں کو ما نتے ہیں کیو نکہ تما م محد ثین چا ہے وہ
متا خر ین میں سے ہو ں یا متقد مین سے ہو ں سب کے سب
ایک ہی اصول کے متفق ہیں اور ان اصولو ں کے بارے میں
کسی کو کوئی اختلا ف نہیں اگر کو ئی محدث کسی حد یث پر
صحیح حکم لگاتا ہے تو وہ بھی اسی Rules and
regulationکو Followکر تا ہے جس پر تمام محدثین کا اتفاق
ہے اگر کوئی اس روایت کو ضعیف ثا بت کر تا ہے تو وہ بھی
ان ہی ضوابط کا پا بند ہو تا ہے۔

اب میں مثال کے ذریعے بات کو ثابت کر تا ہو ں بھا ئی
نے ناصر الدین کا حوالہ پیش کیا دیکھئے علامہ البابی ایک
حدیث کا ذکر کر تے ہیں کہ :
''رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی اذن الحسن
بن علی حسین ولدتہ فا طمہ بالصلٰو ۃ''(ترمذی 1514)
شیخ البا نی نے اس حد یث کو حسن کہا ارواء الفلیل جلد
4صفحہ 400نمبر 1173میں یعنی کہ تحقتق سے اس حدیث کو
حسن کہتے ہیں لیکن انھی محد ثین کا مز ید گہرا مطا لعہ فر
ما یا تو بعد میں لکھتے ہیں کہ پھر اسکے بعد میر ے لئے ا س
روایت کی تضعیف راجح ہو گئی

دیکھئے سلسلة الضعیفة رقم 6121لہٰذا شیخ البانی نے
کو ئی نئے اصول کے تحت روایت کو ضعیف نہیں کیا بلکہ انھی
اصو لوں کو انھو ں نے Followکیا لہٰذا یہ سوال کہ 800سو
سال پہلے والے نے اس کو ضعیف کہا اور بعد میں آنے والے نے
اس کو صحیح کہا تو با ت صر ف کہنے کی حد تک ہے باقی
دلائیل سے اسکا کو ئی تعلق نہیں

سو ال ۔ 2) اسلا م وعلیکم حسین بھا ئی ۔وعلیکم سلا م
بھا ئی آپ کا نا م کیا ہے؟

میرا نا م عدنا ن ہے میں B.com part 2 کا طالب
علم ہو ں میر ا سوال ہے کہ کیا واقعی میں امت کا اجماع ہے
کہ بخاری کی صحت پر شک نہیں کیو نکہ آئے دن ہم Mediaپر
Programesسنتے رہتے ہیں جن میں یہ با ت ذیر بحث ہوتی
ہے خصو صاً بخا ری پر کہ اس میں بھی کمزور اور ضعیف
روایات موجود ہیں کیا آپ مجھے بتا ئیں گے کہ یہ با ت کہا ں
تک درست ہے .

جواب ۔واقعی میں آج Mediaپریہ خا ص کا م ہو رہا ہے کہ
بخاری کی روایت کو ضعیف قرار دیا جائے لیکن الحمداللہ امت
کا اس پر اجماع ہے کہ بخاری اور مسلم میںوہ حدیثیں جو ان
دونوں کی شرائط پر ہیں ان میں کوئی بھی حدیث ضعیف نہیں
ہے اسی وجہ سے امام ابن الصلاح اپنی مشہور تالیف علوم
الحدیث میں رقمطراز ہیں کہ

''وکتا بھما أصح الکتب بعد کتاب اللہ العزیز''(مقدمة ابن
الصلاح ص18)

تر جمہ۔ یعنی بخاری مسلم صحیح کتا بیں ہیں کتا ب اللہ کے
بعد .

شاہ ولی اللہ محد ث دہلوی فرماتے ہیں .

صحیح بخاری اور مسلم کے بارے میں تمام محد ثین متفق
ہیں کہ ان میں تمام کی تمام احادیث متصل ہیں اور مر فو ع
ہیں اور تمام کی تمام یقینا صحیح ہیں یہ دونوں کتا بیں اپنے
مصنفین تک متواتر پہنچتی ہیں جو ان کی عظمت نہ کر ے وہ
مسلمان کی راہ کے خلاف چلتا ہے (حجة البالغہ صفحہ 241)

نیز علامہ عینی حنفی رقمطراز ہیں کہ :

''وقد اجمع علماء الاسلام منذقرون طویلةالی ھذا الیوم علی انہ
اصح الکتب بعد کتاب اللہ''(علامہ عمدةالقاری صفحہ6)

تر جمہ ۔ صحیح بخاری لکھنے کے بعد جتنے بھی علماء ہیں ان
سب کا اجماع ہے کہ بخاری (کا درجہ)کتاب اللہ یعنی قر آن

مجید کے بعد ہے کتاب اللہ کے بعد وہ سب سے صحیح تر ین
کتا ب ہے
سوال ۔3) اسلام وعلیکم - وعلیکم اسلام
حسین بھا ئی میرا نا م بہادر خان جی ہے اور میں Export
manegerہو ں میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپس میں دو صحیح
احادث ٹکراتی ہیں اگر ٹکراتی ہیں تو ایسا کیو ں ہے ؟
جواب ۔ بہت اچھا سوال کیا آپ نے میرے دوست یاد رکھیں
کبھی بھی کو ئی صحیح احا دیث دوسر ی صحیح احا دیث کے
خلاف نہیں ہو تی ہاں اتنا ضرو ہو تا ہے کہ ایک حد یث عمو
می چیز کو بیا ن کر تی ہے جسے آپ جنرل مفہو م کہہ سکتے
ہیں اور دوسر ی حدیث خا ص ہے وہ کسی خاص حا لت کو
بیان کر تی ہے بظاہر تو ان میں تعارض نظر آئے گا لیکن اگر
آپ کھلے ذہن سے غو ر وفکر فر ما ئیں گے تو یہ تعارض انشا ء
اللہ دور ہو جا ئے گا دراصل بات یہ ہے کہ جو عام حدیث ہے
وہ عام مسا ئل کو بیان کر تی ہے اور جو خاص ہے وہ اس خا
ص articular categary کو regulateکر تی ہے
لہذ ا خاص حدیث خاص حا لات کے لئےاور عام حدیث عمومی
حالات کے لئے ہو گی .
اگر آپ قر آ ن کریم کا مطا لعہ فر ما ئیں تو وہ بھی
بظا ہر ایسی مثا لیں مو جود ہیں قرآن کریم ارشاد فر ما تا
ہے کہ :
'' فو ربک لنسئلنھم اجمعین ''(الحجر۔آیت 92)
تر جمہ ۔سو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور (ان
اعمال کی) باز پر س کرینگے
لہذا معلوم ہو ا کہ قیامت کے دن سوال ہو
گا .دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ:
'' فیو م اِذ لا یسئل عن ذنبہ اِنس ولا جان ''(الرحمٰن۔
آیت39)
تر جمہ ۔ اس دن کسی انسان سے یا جن سے اس کا گناہ نہ
پو چھا جائے گا .
معلو م ہوا کہ قیامت میں باز پر س نا ہو گی.
اب اگر آپ compaire تجزیہ فر مائیں تو ایک آیت مبا
رکہ سے یہ معلوم ہو تا ہے کہ قیا مت کے دن سوال نہ ہو گا
لیکن دوسر ی آیت سے یہ بات معلو م ہو تی ہے کہ سوال
ضرور ہو گا .

بتا ئیں کس آیت کو آپ صحیح کہیں گے یا کس کو
ضعیف . نعو ذ با اللہ دونو ں آیتیں بالکل صحیح ہیں اور آپس
میں کو ئی conflictt تضاد نہیں ہے۔
کیو نکہ ایک آیت عا م حکم کو جا ری فر ما تی ہے اور دوسر
ی اسی حکم کو خاص کر تی ہے . لہٰذا حا صل کلام یہ ہے کہ
بظا ہر آپ کو تعا رض محسوس ضر و ر ہو گا لیکن تعا رض
نہیں ہو تا .

سوال۔ 4) اسلام وعلیکم - وعلیکم اسلام
جی بھا ئی آپ اپنانا م اور پیشہ بتا ئیں گے۔میرا نام
نا ظم ہے اور میں NIB بینک میں ملازم ہو ں .اور میری تعلیم
MBA ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا احادیث ڈھا ئی سو سال بعد
لکھی گئی ؟
جواب ۔ بھا ئی نا ظم احا دیث کے لکھنے کا اہتما م نبی اکر م
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں قرار پایا تھا اور کا تب
وحی جیسے قر آن لکھتے تھے ویسے ہی احادیث بھی لکھا کر تے
تھے منکر ین حد یث جو یہ کہتے ہیں کہ احادیث 250ڈھا ئی
سو سال بعد لکھی گئیںآخر ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ اگر دلیل ہے
تو وہ قر آن کر یم سے نہیں بلکہ حد یث سے ہی پیش کر تے
ہیں لہٰذا وہ بھی 250ڈھا ئی سو سال بعد لکھنے والی حد یث
کودلیل اور حجت سمجھتے ہیں اب میں ان کو ایک حد یث پیش
کر تا ہو ں جو ثا بت کر تی ہے کہ ا حاد یث نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے وقت میں ہی لکھی جا رہی تھیں.
امام ابوداود اپنی سنن میں جلد نمبر 2حد یث نمبر
250میں ہے کہ
محمد بن العاص نے کی حد یث لکھنا چھوڑ دی
کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حا لت میں ہو تے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فر ما یا لکھو قسم اس ذات
کی جس کے ہاتھ میں میر ی جا ن ہے اس زبا ن مبا رکہ سے
حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا ۔
لہٰذا احا دیث لکھنے کا اہتمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
دور میں ہی تھا جو لو گ 250سال بعد کا ذکر کر تے ہیں وہ
صر ف لفظو ں کی ہیر ا پھیر ی کے سوا اور کچھ نہیں ہے.
سوال ۔5) اسلام وعلیکم - وعلیکم اسلام
جی آپ کا نا م
میر ا نا م عبد الر حیم ہے اور میں computer
programer ہو ں میر ا سوال یہ ہے کہ کچھ عر صہ پہلے

میر مطا لع میں ایک مسلما ن سا ئنسدان کی کتا ب the bible the quran and scienceر‍ی اس کتا ب میں مصنف ایک بخا ری کی حد یث نقل کر ن ک بعد لکھتا ک اس حد یث میں سا ئنسی eror کیا آپ مجھ بتا سکت ‍یں ک اگر بخا ری شر یف میں کو ئی ضعیف حد یث مو جو د ن‍یں تو اس سا ئنسدان ن اس حد یث کو ضعیف کیو ں ک‍ا ؟
جواب عبد الر حیم بھا ئی کا سوال ب‍ت دلچسپ کیا آپ وضا حت کر یں گ ک کو نسی حد یث جن پر ان‍و ں ن erorثا بت کرن کی کو شش کی . جی ضرور

حدیث کا مف‍و م مجھ کچھ یا د ک سو رج ایک دن مغر ب س طلوع ‍و گا .

جی بھا ئی اس بات کواس سا ئنسدان ن اپنی کتا ب the bible the quran and scienceک صفح نمبر 244میں ذکر کر تا

لیکن و سائنسدان (ان کا نام مورس بوکا ئی maurice bucaille) تو ‍یں لیکن حد یث کو و ن سمجھ سک یاد رکھیں اپنی تحقیق کی وج س قر آ ن اور صحیح حدیث میں erorثا بت کر نا غیر معقو ل مورس بو کا ئی مجھ حیر ت ‍و تی ک ان‍و ں ن اپن ذاتی تجزی کی وج س وحی کو جھٹلایا انھیں ایسا ن کر نا چا ‍ی تھا

یا د رکھیں جیس ‍ی تر قی بڑ ھتی جا تی سا ئنسدانوںکی تحقیق میں بھی تبدیلی آتی جا تی کچھ عر ص پ‍ل مو رس صا حب ن اپنی نا قص تحقیق کی بنا ء پر صحیح حدیث کا انکا ر کیا لیکن و‍ی same پیش سیم لو گ لیکن اب کی تحقیق ن اس قبو ل کر لیا اگر آپ اس حد یث کی نئی تحقیق دیکھنا چا ‍ت ‍یں تو اس ویب سائیٹ کا visit کر یں www.spaceyear.com یا میر ی کتا ب کا مطالع فر ما ئیں
اسلام ک مجرم کو ن ؟

انشا ء الل ذیا د تفصیلی

معلو ما ت حا صل ‍و نگیں.

سوال 6)   اسلام وعلیکم - وعلیکم اسلام

میرا نام آصف اور میر ا چشم کا کاروبار میرا سوال ک میں ن صحیح بخا ری کا مطا لع کیا جس میں دجا ل کا ذکر تھا اس میں اس کی نشا نی ی تھی ک و دا‍ن آنکھ س کا ‍نا ‍و گا اور دوسر ی حد یث میں پڑ ھا ک بائیں آنکھ س کا ‍نا ‍و گا برائ م‍ر بانی اس کا کیا جواب ‍و گا کیو نک ی آپس میں ٹکر اؤ ثا بت کر تی

جواب ۔ دونوں احا دیث میں کو ئی ٹکراؤ contridiction نہیں
ہے ایک حد یث میں دا ہنی آنکھ کے بارے میں اور دوسر حد یث
میں با ئیں آنکھ کے با رے میںذکر ملتا ہے ان دونوں حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ دا ہنی آنکھ بھی کا ہنی ہو گی اور با ہنی
بھی.مثلاً
میں اگر کسی شخص کو کہتا ہو ں کہ اے دا ہنے ہاتھ والے
اور اسی شخص کو یو ں بھی کہتا ہو ں اے با ئیں ہاتھ والے تو
بتا ئیں یہاں کو ئی ٹکراؤ ہے ہر گز نہیں کیو نکہ اس شخص
کے دونوں ہاتھ ہیں اسی طر ح سے دجال دونوں آنکھو ں سے
کا ہنا ہو گا ۔

مزید وضا حت کے لئے میری CD جس کا عنوان ہے ۔
منکرین حد یث کے 100سوالات کے جوابات سنئیے ۔

سوال 7)   اسلام وعلیکم - وعلیکم اسلام
میرا نام سعد ہے اور میں طا لب علم ہو ں urdu
collage کا مجھے آپ لفظ ظنّی کے با رے میں وضا حت فر ما
ئیں کیونکہ منکر ین حدیث لو گ احا دیث کو ظنّی کہہ کر رد
کر تے ہیں

جواب ۔ سعد بھا ئی ایک اصو ل یا د رکھیں انشاء اللہ وہ آپ
کو ہمیشہ کا م آئے گا .
لفظ ظن اگر علم پر بولا جا ئے تو اسکی حقیقت
یقین سے بھی بڑھ کر ہو جا تی ہے کیونکہ عقید ہ آخر ت کو
بھی لفظ ظن سے تعبیر دیا گیا ہے اگر (ظن) سے مراد صرف
اٹکل ہی ہے تو قر آ ن کر یم عقیدہ آخرت کو بھی ظن ہی
کہتا ہے سنئے قر آن کر یم
''الذ ین یظنو ن انهم ملٰقوا ربهم وانهم الیہ راجعون ''
(البقرة ۔آیت 46)
تر جمہ ۔وہ لو گ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے
ملنے والے ہیں انہیں اسی کی طرف جا نا ہے ۔
آپ غو ر فر ما ئیں یہا ں بھی ایمان بالآخر ت کے لئے لفظ
یظنون جو ما دہ ظن کا یعنی یہا ں بھی ظن لفظ use ہوا ہے ۔
اب بتا ئیں کہ ظن کے معنی صر ف اٹکل ہی ہیں تو آپ
اس آیت کا کیا تر جمہ فر ما ئیں گے؟
لہٰذا یہا ں ظن سے مراد علم یقین کے سا تھ ہیں تو یہاں کا
مل علم ہے بعین اسی طر ح احا دیث جو صحت کے اعتبار سے
یہ بات ثبوت تک پہنچیںوہ بھی علم یقین ہی کہلائی گی جیسے
مزکورہ آیت میں موجود ہے ۔

اسباب ورود حدیث

1)لاتغضب ولک الجنة ۔ (مجمع الزوائد کتاب الأدب)
ترجمہ: غصہ نہ کرو آپ کے لئے جنت ہے ۔
سبب ورود حد یث:۔
عن ابی درداء قال: قلت یا رسول اللادلینی علی عمل یدخلنی الجنة فذکرہ۔
ترجمہ: ابو درداءؓ نے فرمایامیں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے ایک ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔
تبصرہ:۔
اس حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ غصہ کو روکنا جنت میں داخلے کا ضامن ہے ، کیونکہ غصہ انسان کو حق تلفی اور زیادتی کی طرف رغبت کرتا ہے اسی لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کرنے سے منع فرمایا ۔

2)لاتقبل صلاة بغیر طهور ولا صدقة من غلول۔
ترجمہ: بغیر طہارت کے نماز غیر مقبول ہے اور وہ صدقہ بھی غیر مقبول ہے جو غلول کے ساتھ کیا گیا ہو ۔(صحیح مسلم کتاب الطہارة رقم الحدیث 224،سنن ابی داؤد رقم الحدیث 59)
سبب ورود حد یث:۔
عن مصعب بن سعید قال:دخل ابن عمر علی ابن عامر یعودہ مریض، فقال: ألاتدعواللہ لی یا ابن عمر ؟قال:سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول:لاتقبل فذکرہ ۔
ترجمہ: معصب بن سعید فرماتے ہیں کہ :ابن عمر علی بن عامر کی عیادت کے لئے گئے جب وہ بیمار تھے علی بن عامر نے فرمایا کہ اے ابن عمر آپ اللہ سے میرے لئے دعا نہیں کرتے ؟
ابن عمر نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بغیر طہارت کے نماز غیر مقبول ہے ۔
تبصرہ:۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر طہارت (وضو) کے نماز قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی حرام کمائی سے صدقہ کو قبول فرماتا ہے ،یعنی نماز کے لئے پاکی کا ہونا شرط ہے اسی طریقے سے حلال مال کا صدقہ ہی اللہ کی جانب منظور ہے ۔

3)ما اصطفى اللہ لملائکتہ أولعبادہ سبحان اللہ وبحمدہ۔ (أخرجہ الامام احمد الحدیث 20183)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور اپنے بندوں کے لئے سبحان اللہ وبحمدہ (ذکر کو)پسند کیا ۔

سبب ورود حد یث:۔

عن ابن عمر قال:سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أی الکلام أفضل؟قال مااصطفى اللہ فذکرہ۔

ترجمہ: ابن عمر نے فرمایا :نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ نے اپنے فرشتوں اور بندوں کے لئے پسند کیا ''سبحان اللہ وبحمدہ ۔

تبصرہ:۔

سبحان اللہ وبحمدہ اتنا مبارکہ کلمہ ہے جسے اللہ پاک نے اپنے بندوں کے لئے چنا کہ وہ ان کلمات کو ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کا انہیں قرب نصیب ہو،ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ (صغیرہ)گناہوں کو بھی معاف فرمادیتے ہیں ۔

4) لقد أحجرت واسعا (أخرجہ البخاری الحدیث 6010)

ترجمہ: یقینا تو نے بہت وسیع چیز کو تنگ کردیا ۔

سبب ورود حد یث:۔

عن ابی ھریرة قال: قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاة فقمنا معہ،فقال أعرابی وھو فی الصلاة أللھم ارحمنی ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم ولا ترحم معنا احدا،فلما سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للأعرابی لقد احجرت واسعا

ترجمہ: ابو ہریرہ نے فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے تھے کہ ایک شخص نماز میں کہتا ہے کہ اے اللہ مجھ پر رحم کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے علاوہ کسی پر رحم نہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ تو نے وسیع چیز کو بہت تنگ کردیا ۔

تبصرہ:۔
اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے جس کی کوئی حد نہیں قیامت تک کوئی شخص اگر اللہ سے معافی طلب کرے گا اسے معافی ملے گی یہ رحمت کسی خاص جماعت کے لئے نہیں بلکہ حدیث کے مطابق تمام انسانیت کے لئے ہے ، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے ۔

5)ذادک اللہ حرصا ولاتعدہ (صحیح البخاری رقم الحدیث 783)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کی حرص کو اور بڑھائے آئندہ ایسا نہ کرنا ۔

سبب ورود حد یث:۔
عن ابی بکرة أنہ انتهی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهوراکع فرکع قبل أن یصل الی الصف ، فذکر ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذادک اللہ ۔

ترجمہ: ابو بکر نماز میں پہنچے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں تھے تو ابو بکر نے بغیر صف میں ملے ہوئے ہی رکوع کردیا اس بات کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ آ پ کی حرص اور بڑھائے آئندہ ایسا نہ کرنا (یعنی جب صف میں آؤ تو نماز شروع کرو)

تبصرہ:۔
اس حدیث میں امام کی اقتداء کا سبق سکھایا جارہا ہے کہ جب صف میں آجائیں تب نماز کی ابتداء کریں ایسا نہ کریں کہ ابھی صف میں آئے ہی نہیں کہ نماز شروع کردیں ۔حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی بظاہر کسی عمل کو اچھا محسوس کرتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ عمل جب ہی مقبول ہوگا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوجا ئے ۔

6)عن انس قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الحمد اللہ الذی أنقذہ بی من النارہ
(أخرجہ البخاری کتاب الجنائز 1356)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : اللہ کا شکر ہے جس نے اسے میرے ذریعے آگ سے نجات دی ۔

سبب ورود حدیث :۔
کا غلام یهودی یخرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمرض فأتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ ، فقعدہ عند رأسہ ، فقال لہ :''أسلم ''فنظر الی أبیہ فقال : أطع أبا القاسم فأ

سلم ، فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یقول : الحمد
للہ ۔
ترجمہ: ایک یہودی غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
خادم تھا جب وہ بیمار ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ، آپ صلی اللہ علیہ
وسلم اس کے سر کے پاس آکر بیٹھے اور فرمایا ''اسلام کو
قبول کرو ''اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس کے باپ نے
کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی کنیت تھی) کی بات کو مانو پس وہ ایمان لے آیا تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور فرمایا کہ اللہ کا
احسان ہے جس نے اس کو میرے ذریعے آگ سے نجات دی ۔
تبصرہ :۔
اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
رحمت اللعالمین بناکر دنیا میں بھیجا اور آ پ ؐ کا مقصد بھی
یہی تھا کہ تمام انسانیت کے لئے لوگ آگ سے بچ جائیں اور
جنت میں داخل ہوجائیں ، اسی فکر پر ہمیں بھی ہر وقت دین
اسلام کی دعوت کو کبھی بھی ترک نہیں کرنا چاہیئے چاہے وہ
کوئی بھی میدان ہو یعنی ایک مسلمان ہر وقت اللہ کا داعیؔ
ہوتا ہے ۔
7)عن عائشہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لاینبغی
لوعم فیهم أبو بکر أن یؤمهم غیرہ ۔
(ترمذی أبواب المناقب جلد5ص814)
ترجمہ: امی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کے شایاں نشین
نہیں کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے ان کے علاوہؔ کوئی امامت
کروائے ۔
سبب ورود حدیث :۔
............فذهب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلح بینهم
فرجح وقد صلی الناس العصر قال من صل بالناس العصر
قالوا : أبو بکر قال : قد أحسنتم لاینبغی لقوم یکون فیهم أبو بکر
یصلی بهم غیرہ ۔
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم (اہل
عوال کے کچھ لوگ)کی صلح کرواکر واپس تشریف لائے تو لوگ
نماز عصر پڑھ چکے تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
کس نے نماز عصر پڑھائی ، تو کہا گیا کہ ابو بکر صدیق نے
نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اچھا

کیا کیونکہ کسی قوم کے یہ لائق نہیں کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے
کو ئی اور ان کے علاوہ نماز پڑھائے ۔
تبصرہ :۔
اس حدیث مبارکہ سے واضح طور پر سیدنا ابو بکر صدیق
کی فضیلت اجا گر ہوتی ہے کہ اس پوری امت میں اگر نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا درجہ ہے تو وہ
ابو بکر صدیق کا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد بھی خلافت کے لئے ابو بکر صدیق کو ہی چنا گیا ، اس
حدیث سے کلی طور پر یہ عقیدہ بھی باطل ہوگیا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت کے لئے علی کو چنا گیا
کیونکہ صحابہ کا اجماع تھا (اس میں خود علی بھی شامل
تھے)کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر کا
درجہ ہے لہذا انہی کو حق تھانبی کریم صلی اللہ علیہوسلم
کے بعد خلافت کا ۔
8)عن ابی قتادۃ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذادخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یصلی رکعتین ۔ (صحیح
البخاری جلد1ص120)
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:جب
بھی آپ میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ دورکعت
(تحیۃ المسجد)پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔
سبب ورود حد یث:۔
عن جابر أن سلیکا جاء والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
یخطب فجلس فأمرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یصلی
رکعتین ثم أقبل علی الناس فقال:اذاجاء أحدکم والامام یخطب
فلیصل رکعتین یتجوز فیھا۔
ترجمہ: جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ سلیک آئے جب کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا رہے تھے
تو وہ (دو رکعت پڑھے بغیر)بیٹھ گئے ۔تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا اور لوگوں کی
طرف توجہ فرمائی اورارشاد فرمایاکہ جب بھی آپ میں سے
کوئی مسجد آئے تو وہ دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے ۔
تبصرہ:۔
اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تحیۃ المسجد ہر
حال میں پڑھنا ضروری ہے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ جمعہ
کا خطبہ کتنا اہم ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
وضاحت کردی کہ اگر خطبہ بھی ہورہا ہو تو دورکعت کو ترک
نہ کیا جائے ۔

9)عن ابن عباس قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم یا بلال فأذن فی الناس ان یصوموا غداہ (أخرجہ ابوداؤد کتاب الصوم 2340)

ترجمہ: ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال اٹھو اور لوگوں کو اجازت دو کہ کل روزہ رکھیں ۔

سبب ورود حد یث:۔

جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال:أبصرت الهلال اللیلة،فقال ''أشهدأن لاالہ الااللہ ،وان محمدا رسول اللہ ؟قال:نعم قال:''قم یا بلال فأذن فی الناس ان یصوموغداہ

ترجمہ: ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے چاند اپنی آنکھوں سے رات کو دیکھا ہے (یعنی رمضان کا)تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ، اس نے کہا جی ہاں ، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال اٹھو اور لوگوں کو خبر کر دو کہ کل روزہ رکھیں ۔

تبصرہ:۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت ہے یعنی اگر ایک ایمان والا کسی چیز کی گواہی دے تو اس کی گواہی کو قبول کرنا چاہیئے باقاعدہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اخبار احاد (یعنی خبر واحد)کے بارے میں ابواب قائم کئے ہیں کہ خبر واحد حجت ہے ۔

10)عن ابن عمر قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لست کهیئتکم انی أطعم واسقیہ (أخرجہ البخاری رقم الحد یث 1922)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے ۔

سبب ورود حد یث:۔

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن الوصال:قالوا،انک تواصل قال انی لست کهیئتکم انی أطعم وأسقیہ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا (یعنی لگاتار روزہ رکھنا)تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی وصال کرتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ جیسا نہیں ہوں (کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں)مجھے کھلا یا اور پلایا جاتا ہے ۔

تبصرہ:۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض احکامات انبیاء کرام کے لئے خاص ہوتے ہیں جیساکہ ہر روزروزہ رکھنا امت کے لئے منع ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا ،بظاہر ہر روز روزہ رکھنا نیکی نظر آتی ہے لیکن شریعت چونکہ نام ہے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عمل بھی وہ قابل قبول ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہو ۔